تصریحات

اسلام کے نعرے کا سہارا لے کر برسراقتدار آنے والی اور پھر اسی کے خلاف برسرپیکار ہونے والی حکومت رخصت ہو چکی ہے اور اسکی جگہ موجودہ حکومت نے لے لی ہے۔ غیر ضروری بحثوں میں الجھنے کی بجائے موجودہ حکومت کی اصلاح علمائے کرام کا فریضہ ہے۔ اگر علمائے کرام کسی سرمایہ دار کا آلہ کار بننے کی بجائے احتساب کا فرض پوری دیانتداری اور اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق ادا کریں تو یہ ان کے منصب اور جاہ و اکرام کے عین مطابق ہو گا۔ لیکن انہوں نے تضاد عملی کا ثبوت دیتے ہوئے اگر اسلام کو اپنے اقتدار کے لئے استعمال کر کے اسی کے خلاف محاذ آرا ہونے والے اور علماء کرام سے اپنی خوشامد کرا کے انہی کی پگڑیاں اچھالنے والے اور ان کے وقار کو دبہ لگانے والے کسی طاغوت کے لئے کام کیا اور اس کے اسلام کے خلاف باغیانہ اقدام سے چشم پوشی کی تو ان کی رہی سہی عزت و ناموس بھی جاتی رہے گی۔ ان کا کام احتساب کرنا ہے غلطی کا صدور خواہ کسی طرف سے بھی ہو علمائے کرام۔ اور دینی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ ایک پرچم تلے ہو کر اپنا علیحدہ متفقہ منشور ترتیب دیں جس میں وہ اسلام کے عادلانہ نظام کو بنیاد بنا کر اسلام کی طرف سے پیش کردہ عوامی مسائل کے حل سے قوم کو آگاہ کریں۔ نظام حدود و تعزیرات کو ہی کل اسلام قرار دیں۔ عوام کے اس تاثر کو دور کریں کہ سماجی و معاشرتی مسائل کا حل تو سیاسی جماعتوں کے پاس ہے دینی جماعتیں تو ملک میں محض چند اسلامی سزاؤں کا نفاذ چاہتی ہیں۔ وہ مظلوم اور استحصالی نظام کے پسے ہوئے ایک عام آدمی کی آواز بنیں۔ صنعت کار اور سرمایہ دار طبقہ کے مخصوص مفادات کا محافظ بن کر وہ عامتہ الناس کی نظروں سے اپنے آپ کو نہ گرائیں جہاں تک اہل حدیث حضرات کا تعلق ہے تو اگرچہ تمام قائدین اپنی اپنی جگہ قابل احترام ہیں مگر اہل حدیث عوام کسی ایسے باصلاحیت قائد کے انتظار میں ہیں جو جمود و تعطل کو توڑ کر ان کی سوچ کا دھارہ بدل دے اور ثابت کرے کہ یوں ہی نہیں یوں بھی سوچا جا سکتا ہے اور یہ کام علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے انجام دیا تھا قوم پھر روایتی حصار کو توڑنے والے کسی نوجوان سپوت کی منتظر ہے۔